ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

منیر نیازی کی اردو غزل میں حسیاتی ادراک

Sensory Perception in Munir Niazi's Urdu Gazal

موسیٰ خان

پی ایچ ڈی (اردو) اسکالر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسماعیل خان

ڈاکٹر افتخار بیگ

اسسٹنٹ پروفیسر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسماعیل خان

Musa Khan

Ph.D (Urdu) Scholar, Qurtuba University of Science & Information Technology, Dera Ismail Khan.

Dr. Iftekhar Baig

Assistant Professor , Qurtuba University of Science & Information Technology, Dera Ismail khan.

ABSTRACT :

Sensation is the process in which our mind receive information from the external world through our five senses. The sensations thus received through senses are translated into meaningful ideas through human perception. Hence we can say that all the experiments and observations we make through senses are called sensations. As a result of these sensory perceptions develop. In fine arts especially poetry sensory perception play a pivotal role .

Munir Niazi has got distinction as a poet by appealing very skillfully and artfully to his readers sensory perceptions. His poetry appeals to all the five senses of man and its appeal is most prominent to the Sense of Sight and Sense of Hearing. He creates a mesmerizing and mysterious environment through the use of sensory perceptions. This quality of his poetry has made it more appealing and people take great interest in it. This article is mainly concerned with the use of sensory perception in Munir Niazi's Urdu ghazal.

قدرت کی طرف سے تمام جانداروں حتیٰ کہ حشرات کو بھی حسیات جیسی نعمت سے نوازا گیا ہے البتہ عام جانداروں اور انسانوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ انسان کا حسیاتی نظام اس کے اعصابی نظام سے جڑا ہے۔ انسان ماحول سے معلومات کی نہ صرف توضیح و تشریح کرتا ہے بلکہ ان معلومات کو نئی ترتیب و تنظیم عطا کر کے علم و آگاہی میں مسلسل اضافہ کرتا ہے انسان حواس خمسہ سے حاصل کردہ تجربات و مشاہدات سے استفادہ بھی کرتا ہے اور ان کی نئی جماعت بندی پر بھی قادر ہے حسیات انسان کے رویوں، رجحانات اور شخصیت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے حواس خمسہ سے حسیات کا جنم ہوتا ہے۔ حواس اور اعصاب کے عمل و ردعمل کے نتیجے میں حسیاتی ادراک کا ظہور ہوتا ہے۔

انسان کے تجربے میں آنے والی تمام باتیں اور واقعات کو جاننے کے لیے حواسِ خمسہ ہی معاون ہوتے ہیں اور مشاہدہ سے اخذ ہونے والی یہی باتیں حسیات کے ذیل میں آتی ہیں۔ اعضائے انسانی جنھیں حسی اعضا کا نام دیا جاتا ہے وہ اعصاب کے ذریعے دماغ کو موصول ہونے والے پیغامات کو انہی حسیات کے ذریعے ردو قبول کے عمل سے گزارتے ہیں۔ اسی کا نام حسیات ہے۔ عمل اور ردِ عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی انہی محسوسات اور جذبات کو حسیات سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جبکہ اَنھی حواسِ خمسہ سے حسیات کا جنم ہوتا ہے۔ جس کے بعد آگہی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ جسے حسی ادراک کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس تناظر میں ہنری ای گیرٹ Garett رقمطراز ہیں:

"We come to know object in the outside of world through our receptors or sense organs, we gain knowledge of ourselves and of wide variety of things in the world around us through senses. This process is called Sensation."(۱)

انسانی زندگی میں حسیات کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔جس میں انسان کے رویے،اس کا کرداراورمیلانات و رجحانات شامل ہیں۔حس کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹررفیق جعفر لکھتے ہیں۔

''دور اورنزدیک پھیلی ہوئی تمام اشیاءکو ہم ان کی کیفیات اور خواص کے سبب جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔اشیا کوجاننے کی کوشش کرتے ہیں۔اشیاءکو جاننے کا یہ عمل اعضائے حواسSense Organsکی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔''(۲)

اعضائے حواس ہمارے وہ اعضا ہیں جن کی مدد سے ہم دیکھتے، سونگھتے ، چکھتے اور چھوتے ہیں۔یعنی آنکھ، ناک ،ہاتھ،اورزبان ہمارے حسی اعضا ہیں۔انھی اعضاکی بدولت بیرونی دنیا سے ہمارارابطہ ممکن ہوتا ہے۔

حِس دراصل عربی زبان کا لفظ ہے۔''عربی اردو لغت القاموس الوحید ''میں درج ہے:

''الحِسُ:'آہٹ ، ہلکی آواز' حواس خمسہ کے ذریعہ پیداہونے والی آواز''ادراک ، شعور ، احساس ، کھیتی کو تباہ کر دینے والی سردی ، زچہ عورت کو ہونے والادرد، بخار کا ابتدائی اثر ''الحَسُ:احساس ، شعور ، حیلہ''(۳)

''الحِسِی: 'معنوی کی ضد' حواس خمسہ میں سے کسی ایک کے ذریعہ محسوس ہونے والی ۔

امام راغب اصفہانی نے حِس کے لفظی معنی کی تشریح یوں کی ہے:

اَلحسہ، والحواسُ': المُشاَعِر الخمس، ادرکتہ بحاستی، وأ حست مثلہ''(۴)

یعنی حاسہ سے مراد وہ قوت جس کے ذریعے انسان اِعراض حسیہ یعنی مادی اشیاءکا ادراک حاصل کرتا ہے اور حواس سے مراد حواس خمسہ جو انسانی جسم کے اندر پانچ قوتیں ہیں جن کے ذریعے انسان مادی اشیاءکا علم حاصل کر لیتا ہے۔''نوراللغات ''کے مطابق 'حِس'کے معنی ہیں:

''کسی شے کا حواس خمسہ سے ادراک کرنا،حرکت کرنا،حواسوں میں سے کسی حواس کے ذریعہ جاننا،بت بنایا آئینہ رو نے مجھے.... دیکھ کر صورت کو حِس جاتی رہی '(تسلیم)'حواس ' کے معنیٰ' : قوت مدرکہ ہوش ، اوسان ، عقل ، سمجھ، فہم۔''(۵)

اس ایک لفظ' حِس'سے متعلق الفاظ میں انسانی زندگی اور اس کی نفسیاتی و جمالیاتی رویوں کی نشاندہی موجود ہے۔اُردولغت ڈکشنری میں 'حِس' کے متعلق درج ہے:

''حواس خمسہ میں سے کوئی حِس ،محسوس کرنے کی جبلت'احساس کی قوت۔''(۶)

یعنی احساسات و جذبات کا تعلق حسیات سے ہے۔انسانی جسم میں مختلف غدود سے ہارمونزکا اخراج ہوتا ہے، جس کے سبب انسان کے اندر مختلف جذبے اوراحساس جنم لیتے ہیں۔ان غدود سے ہارمونز کے اخراج کا عمل بھی ہمارے پانچ حواس سے جڑاہوا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اردو لفظ 'حس' انگریزی لفظ Sense کا مترادف ہے۔اردو میں Sense کے لیے جو الفاظ مستعمل ہیں اگر ان پر غور کیا جائے تو ہمیں ایک پورا نظام الفاظ ملے گا جو ان کیفیات نشاندہی کرتا ہے مثلاً حس، حواس، احساس، حسیات، محسوسات وغیرہ۔

انسان حواس کے ذریعے خارجی ماحول سے معلومات حاصل کرتا ہے اور پھر اس معلومات کی تعبیر و تشریح کرتا ہے اور تنظیم نو کر کے ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے یوں اس کے رویوں اور رجحانات میں مسلسل تبدیلی کا عمل جاری رہتا ہے۔چونکہ یہ عمل ادراک کے بغیر ممکن نہیں ہوتا اس لیے حسیات کو ادراک سے جوڑنا ضروری ہے۔اسی ادراک کو حسیاتی ادراک کا نام دیا گیا جسے انگریزی زبان میں Sensory perception کہتے ہیں۔

حسیات اور ادراک کا انسانی زندگی میں ایک موثّر عمل دخل سامنے آتا ہے کیونکہ ادراک ہی حسیاتی محرکات کی تفہیم کرتا ہے ، اور سابقہ تجربات سے مربوط کرتا ہے۔پس حسیاتی ادراک کی عدم موجودگی میں نہ تو ہم خارج کو سمجھ سکتے ہیں اورنہ اس خارجی ماحول سے مطابقت پیدا کر سکتے ہیں۔

آسان الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حسیت (Sensation)وہ عمل ہے جس کے ذریعہ ہمارا دماغ حواس کی وساطت سے ماحول سے معلومات حاصل کرتا ہے جبکہ ہمارا ادراک یعنی (Perception)اس حسیت کو معنی و مفہوم پہناتا ہے۔اس لیے ہم کہ سکتے ہیں کہ وہ تجرباتی باتیں جو حواس خمسہ سے جانی جاتی ہیں اسے حسیت یا حسیات کہتے ہیں اور اسی کے رد عمل اور نتیجے میں حسیاتی ادراک (Sensory Perception) جنم لیتا ہے۔

شاعری میں ہمیشہ کسی نہ کسی حسی تجربے کا ابلاغ دیکھنے کو ملتا ہے یا پھر کوئی مانوس تجربہ نئے ادراک و تفہیم کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ جوں جوں ہمارا ماحول تغیر و تبدل سے گزرتا ہے توں توں ہمارے حسی تجربات بھی تبدیل ہوتے چلے جاتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ہمارا حسی ادراک بھی بدلتا رہتا ہے۔شاعری میں تنوع اسی سبب سے ہے۔جس طرح احساس اور ادراک باہم ایک دوسرے میں پیوست ہوتے ہیں بعینہ انسان کے داخل اور خارجی ماحول میں بھی گہری مماثلت اور جڑت پائی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حسیات اور ادراک کا باہمی چولی دامن کا ساتھ ہے۔ماحول کی اثرپذیری کے نتیجے میں وجود میں آنے والی شاعری کو حسیاتی شاعری یا Sensuous Poetry کا نام دیا جاتا ہے۔دوسرے الفاظ میں حسیاتی شاعری کا دارومدار تصورات اور خیالات کی بجائے انسانی مشاہدات اور تجربات پر ہوتا ہے۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ شاعر حسیاتی شاعری میں اگرچہ خارج پر زیادہ توجہ اور زور دیتا ہے تاہم اس کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ صرف خارجیت ہی اس کا جزو ہے بلکہ خارجیت کے ساتھ ساتھ داخلیت کا امتزاج بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔اسی امتزاج سے جنم لینے والے احساسات وجذبات کا واسطہ جن کیفیات سے پڑتا ہے اس کے شعری اظہار کو ہی حسیاتی شاعری سے موسوم کیا جاتا ہے۔ہادی حسین کہتے ہیں:

> "شاعر ایک طرف ایک طفلِ معصوم ہوتا ہے جو اپنی حسی تجربوں کی بنا پر دنیا کی ترجمانی کرتا ہے اور دوسری طرف صاحبِ کشف و کرامات ہوتا ہے۔جس کے سامنے چیزیں روایتی لباس اتار کر اپنی اصلیت میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔"(۷)

حسیاتی شاعر خارج کی جیتی جاگتی حسیاتی تصویریں پیش کر کے قاری کے احساسات وجذبات میں ارتعاش پیدا کرتا ہے اور اسے اپنے حسیاتی تجربوں میں شامل کرتا ہے۔احساس و ادراک کو متشکل کرنے سے نہ صرف شاعر سکون کا سانس لیتا ہے بلکہ قاری بھی مسرت سے ہم کنار ہوتا ہے۔یوں حسیاتی شاعری نہ صرف اپنے دور بلکہ آنے والے عہد میں بھی قبولیت عامہ کا درجہ پا کر رفعت کے منصب پر جلوہ افروز ہوتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حسیاتی شاعری کا اطلاق ان اشعارپر ہوتا ہے جن میں شاعر ایسے الفاظ اور علامتیں استعمال کرتا ہے جو براہِ راست ہمارے محسوسات یاکسی احساس کو متاثرکریں اورہم اس حسی تجربہ میں شاعر کے ساتھ شریک ہوجائیں جس کااظہار شعرمیں کیا گیا ہے ۔ یہ تجربہ بصری بھی ہوسکتا ہے اور سمعی بھی اور اس کا تعلق قوتِ شامہ سے بھی ہوسکتا ہے ۔

منیر نیازی کاشمار بھی ایسے شعراء میں ہوتا ہے کہ جنہوں نےاپنے مشاہدات اورحسی تجربات کوخوبصورت شعری پیکروں میں ڈھالا ہے انہوں نےاردو غزل میں حسیاتی میلانات اوررجانات کوبھرپورپروان چڑھایا۔

منیر نیازی کی غزل اپنے اندر متنوع حسیات کی بیداری کا خاصہ لیے ہیں۔ان کے شعری پیکر موجود ومانوس اشیاء کے لفظی عکس تخلیق کرکے بے بہا مناظر کی تجسیم کاجادوجگاتے ہیں۔جس کاسحر سرچڑھ کر بولتاہے۔انہوں نےحسیاتی تجربوں کوتخلیقی سطوں پر پیش کیاہے۔حسِ باصرہ کاخوبصورت استعال دیکھیے۔

صبح سفر کی رات تھی ، تارے تھے اور ہوا
سایا سا ایک دیر تلک بام پر رہا
اس آخری نظر میں عجب درد تھا منیر
جانے کا اس کے رنج مجھے عمر بھر رہا(8)

شام ہے گہری ، تیز ہوا ہے سر پہ کھڑی ہے رات
رستہ گئے مسافر کا اب دیا جلا کر دیکھ(9)

سویا ہوا تھا شہر کسی سانپ کی طرح
میں دیکھتا ہی رہ گیا اور چاند ڈھل گیا(10)

کر یاد ان دنوں کہ آباد تھیں یہاں
گلیاں جو خاک و خون کی دہشت سے بھر گئیں(11)

جب سفر سے لوٹ کر آئے تو کتنا دکھ ہوا
اس پرانے بام پر وہ صورت زیبا نہ تھی(12)

حسن کی دہشت عجب تھی وصل کی شب کی منیر
ہاتھ جیسے انتہائے شوق سے شل ہو گیا(13)

نیند کا ہلکا گلابی سا خمار آنکھوں میں تھا
یوں لگا جیسے وہ شب کو دیر تک سویا نہیں(14)

ان اشعار سے بخوبی اندازہ ہوتاہے کہ منیر نیازی اپنی حسِ باصرہ سے خوب کام لیتے تھے وگرنہ کون رات بھرڈھل جانے کے لمحے تک اپنی آنکھیں چاند پر مرکوز کیے رکھے یاپھر آنکھ میں نظرآنے والی ہلکی سرخی سے اس کی گزری رات کااندازہ لگائے۔

نجیبہ عارف لکھتی ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"منیر نیازی نے زندگی کے حقیقت کو سب سے زیادہ حس سماعت کی مدد سے جانا ہے۔ وہ صداؤں اور ان کی غیر موجودگی دونوں سے زبردست شعری تحریک حاصل کرتا ہے۔ ان کے ہاں مختلف آوازوں کا احساس اور ان کی گونج بہت نمایاں ہے۔ وہ آوازوں کو کئی معنی پہناتا اور ان سے مختلف النوع پیغامات وصول کرتا نظر آتا ہے۔"(15)

درج ذیل اشعار دیکھیئے جس میں منیر نیازی نے کبھی خاموشی کو خوف کی طرح محسوس کیا ہے اور کبھی مختلف آوازیں ان کو ڈراتی ہیں۔ سمعی حسیات کے رنگ ملاحظہ کیجئے۔

طوفانِ ابرو باد بلا ساحلوں پہ ہے
دریا کی خامشی میں ڈبونے کا رنگ ہے(۱۶)

یہ بے صدا سنگ و در اکیلے
اجاڑ سنسان گھر اکیلے
مہیب بن تھا چہار جانب
کٹا تھا سارا سفر اکیلے(۱۷)

اک تیز رعد جیسی صدا ہر مکان میں
لوگوں کو ان کے گھر میں ڈرا دینا چاہیے(۱۸)

آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے(۱۹)

رات اک اجڑے مکاں پہ جاکے جب آواز دی
گونج اٹھے بام و در میری صدا کے سامنے(۲۰)

صدا ہنسنے کی ہو افسوس کی یا آہ بھرنے کی
صدائیں دور تک جاتی ہیں کم آباد شہروں میں(۲۱)

منیر کی سمعی حس صرف سنائی دینے والی بامعنی اور صاف آوازیں نہیں سنتی بلکہ اس کی قوت اتنی زیادہ ہے کے خاموشی کو بھی سن لیتی ہے اور گونج میں بار بار سنائی دینے والی سب آوازوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتی۔ منیر نیازی کے یہ علامتی اور استعاراتی زاویے اور ان کے فکروخیال ، لفظی آگہی اور فنِ بصیرت کے ساتھ ساتھ سماعی و صوتی پیکروں کا مجموعہ ہیں۔ مجید امجد، منیر نیازی کے اسلوب اور شاعرانہ صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مجھے سب سے زیادہ اس کی شاعری کی وہ فضا پسند ہے جو اس کی زندگی کے واقعات، اس کے ذاتی محسوسات اور اس کی شخصیت کے طبعی افتاد سے ابھرتی ہے، اس نے جو کچھ لکھا ہے جذبے کی صداقت کے ساتھ لکھا ہے، اس کے احساسات کسی عالمِ بالا کی چیزیں نہیں ہیں بلکہ اس کی اپنی زندگی کی سطح پر کھیلنے والی لہریں ہیں، انھیں نازک، چنچل، بے تاب ، دھڑکتی ہوئی لہروں کو اس نے شعروں کی سطروں میں ڈھال دیا ہے۔"(۲۲)

منیر نیازی نے انسانی جذبوں کے ان گریز پا پہلوؤں کو اپنی شعری طاقت کے جادو سے یوں ابھارا ہے جو اس سے قبل یوں کسی نے اجاگر نہیں کیے ۔ یہی ان کا کمالِ فن اور سب سے بڑی خوبی ہے۔ ان کے ہاں تخیل کی مدد سے سماعی حس سے طاقتِ گفتار ملتی ہے ۔ انھوں نے اشعار کی صورت میں اپنے لیے ایک منفرد اور الگ قریہ آباد کیا ہے ۔ ایسا قریہ جس کے گرد جنگل، پُراسرار درخت اور خوشبوؤں کا ڈیرہ ہے ۔ یہی وجہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ہے کہ ان کے اشعار فطرت کے اس حسنِ لازوال سے مالا مال ہیں۔منیر نیازی اپنے منفرد لب و لہجے میں محبوب سے جدا ہونے کے احساسات کوشعر میں یوں پیش کرتے ہیں:

صبحِ کاذب کی ہوا میں درد تھا کتنا منیر
ریل کی سیٹی بجی اور دل لہو سے بھر گیا(۲۳)

منیر نیازی صبحِ کاذب کی ہوا میں گھلے درد کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ریل کی سیٹی کی آواز سے پیدا ہونے والی کیفیت کو اپنے دکھ اور غم و اندوہ کی وجہ قرار دیتے ہیں۔جس سے ان کی حسیاتی کیفیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

شاعر کے خیالات جب سماجی رویوں اور رجحانوں سے ٹکراتے ہیں تو اس کے یہاں کرب،ذہنی تنہائی ،کسک اور ذاتی انتشار کا روپ دھار لیتے ہیں نیز جب یہ اثرات شاعری بنتے ہیں تو کلیدی الفاظ کی مدد سے نئے نئے پیکروں کا روپ دھار لیتے ہیں ۔منیر نیازی کی غزل میں شام،جنگل اور شہر کلیدی الفاظ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہوا، چڑیل،پرچھائیاں، عکس، طلسم، نقاب،خواب، دھوپ اور چھاؤں جیسے الفاظ ان کے تلازمات کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ داخلی آئینہ خانوں سے برآمد ہونے والی پرچھائیوں کے مربوط اور متحد شعری اظہار میں یہ کلیدی الفاظ اور ان کے تلازمات اس طرح روبہ عمل ہوتے ہیں کہ حقیقت کلی سامع وقاری کے ذہن پر روشن اور شفاف پیکروں کی شکل میں منعکس ہوجاتی ہے ۔منیر نیازی کی غزل کا منظرنامہ داخلی اور خارجی تہذیب کے تصادم، ذہنی تنہائی اور خوابوں کی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ ان کے مخصوص جمالیاتی ادراک سے تعمیر ہونے والے محسوساتی ، بصری، یاداشتی ،ذوقی ، شامی ،حرکی اور اجتماعی پیکروں کا آئینہ خانہ معلوم ہوتا ہے ۔

منیر نیازی کے شعری اظہار نے ہم عصر موضوعات کو جس منفرد سطح پر چھوا ہے اس کے طفیل اردو غزل عصری حسیت کے قریب آگئی ہے انھوں نے زندگی کے تہذیبی تنزل، اقدار کی شکست و ریخت، نئے انسان کے افکار و اعمال سے مترشح ہونے والی تشکیک ، بے اعتمادی اور نارسائی کو نہ صرف یہ کہ دیکھا ہے بلکہ محسوس بھی کیا ہے اور ذاتی زندگی میں ان تمام چیزوں کا سامنا بھی کیا ہے ۔ یہی سبب ہے کہ ذات کے آئینے میں کائنات کے جلوں کو دیکھنے اور دکھانے کا جو رجحان ان کے ہاں نظر آتا ہے وہ ان کی غزل کو زمانی اور مکانی حصاروں سے ماورا کردیتا ہے جس کا اثر ان کی پیکر تراشی پر بھی صاف دکھائی دیتا ہے ۔

ان کا ذہن چونکہ تجریدی ہونے کے ساتھ ساتھ تجسیمی بھی ہے اس لیے ان کی غزلوں میں مختلف حواس کی مدد سے تشکیل پانے والے مختلف الاقسام پیکروں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔منیر نیازی کی غزل میں محسوساتی اور بصری پیکروں کی بہتات ہے ۔ ان کے بعد یاداشتی، حرکی اور اجتماعی حسیات کا عمل دخل دکھائی دیتا ہے ۔جس میں ذوقی اور شامی حسوں کی کارفرمائی کے علاوہ دیگر متنوع حسیات کا استعمال بھی بڑی چابکدستی سے کیا گیا ہے ۔

منیر نیازی نے اپنی قلبی واردات کے اظہار کے لیے حس شامہ کی مدد سے جو لفظی عکس تخلیق کیے ہیں،ان کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے۔

عطر میں ڈوبی ہوئی ہے کوئے جاناں کی ہوا
آہ اس کا پیرہن اور اس کا صندل سا بدن(۲۴)

شرماتے ہوئے بند قبا کھولے ہیں اس نے
یہ شب کے اندھیروں کے مہکنے کی گھڑی ہے(۲۵)

وہ جو میرے پاس سے ہو کر کسی کے گھر گیا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ریشمی ملبوس کی خوشبو سے جادو کر گیا(۲۶)
مہک تھی ترے پیرہن کی کہیں
گلستاں سے شب کی ہواؤں میں تھے(۲۷)
جاگی ہر گلی میں عطرِ حنا کی خوشبو
اس نکہت رواں میں ہر دل کا داغ چمکا(۲۸)

دیگر حواس کی نسبت حسِ شامہ کا تعلق یادداشت سے زیادہ بتایا جاتا ہے۔کوئی خوشبو ایسی ہوتی ہے جس کا احساس بچپن کی کسی یاد کو تازہ کر جاتا ہے یا کسی خاص شخص کی قربت کی یاد دلاتا ہے۔خوشبوئے بدن و خوشبوئے پیراہن سے منیر کا دل،رات،کوئے جاناں اور ہوا،سب مہک اٹھتے ہیں۔ریشمی ملبوس کی خوشبو سے جادو تب ہی ممکن ہے جب وہ کسی اور شخص کی خوشبو کی یاد دلائے۔

منیر نیازی کی زندگی کے تجربات اورمشاہدات کا دامن اس لیے بھی وسیع ہے کہ ان کے ہاں داخلیت، حساسیت اور ریاضتِ سخن کی کثرت پائی جاتی ہے۔وہ حیات کے ظاہری حسن سے متاثر ہونے کی بجائے شعری موضوعات کے لیے بدصورتی اور کراہت جیسے جذبوں کا انتخاب بھی بڑی جرات سے کرتے ہیں۔ان کے ہاں محسوساتی اشعار میں زندگی کے تلخ تجربات، مشاہدات، تصورات اور افکار کا ایک جہان آباد ہے جو خیال کو تصویر اور الفاظ کو مجسم بنادیتا ہے۔ان کے ہاں خوف،ڈر اور دہشت کی نفسیات کے نقوش ملاحظہ کیجیے:

جنگلوں میں کوئی پیچھے سے بلائے تو منیر
مڑ کے رستے میں کبھی اس کی طرف مت دیکھو (۲۹)
ایک میں اور اتنے لاکھوں سلسلوں کے سامنے
ایک صوت گنگ جیسے گنبد وں کے سامنے
دشمنی رسم جہاں ہے دوستی حرف غلط
آدمی تنہا کھڑاہے دشمنوں کے سامنے(۳۰)
سفر میں جو ازل سے یہ وہ بلاہی نہ ہو
کواڑ کھول کے دیکھو ، کہیں ہوا ہی نہ ہو(۳۱)

درج بالا اشعار میں محسوسات کی عکس بندی کچھ یوں کی گئی ہے کہ ان میں احساس وادراک اور داخلیت و خارجیت کا ایک خوب صورت امتزاج نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں تحیر اور خوف کے مختلف حسی پیکر جابجا نظر آتے ہیں۔

بصارت اور بصیرت میں گہرا تعلق ہے ۔آنکھ دراصل وہ عجیب و غریب آلہ کار ہے جس کی وساطت سے زندگی کے وسیع وبسیط مظاہر سے انسان کا رابطہ قائم ہوتا ہے اور اس کا روز بروز نئی چیزوں اور حیرتوں سے تعارف ہوتا ہے ۔منیر نیازی نے بصارت سے بصیرت تک کا سفر بڑی خوش اسلوبی اور فنکاری کے ساتھ کیا ہے۔اپنی فکر کے خاکوں میں نئے نئے رنگ بھرے ہیں اور اس طرح دلکش نیز متنوع حسیاتی اشعار تخلیق کیے ہیں۔

میں سن رہا ہوں اسے جو سنائی دیتا نہیں
میں دیکھتا ہوں اسے جو دکھائی دیتا نہیں[32]

منیر نیازی بصارت کی تیزی یعنی اپنی بصیرت وادراک سے وہ سب بھی دیکھ لیتے ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتا یا نظروں سے اوجھل ہے اور ان کی حس سماعت ایسی آوازوں تک رسائی حاصل کر لیتی ہے جو دوسرے لوگ سننے سے قاصر ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے پیش کردہ مناظر ایسے پیچیدہ اور تہہ در تہہ ہیں کہ ہر منظر کے پیچھے ایک اور منظر۔ہر آواز کے عقب میں ایک اور آواز سنائی دیتی ہے۔جدید نظم میں استعمال ہونے والی تکنیک کو لاشعور کا جتنا خوبصورت استعمال منیر نیازی نے غزل میں کیا ہے،اس کی مثال نہیں ملتی۔چھوٹی چھوٹی تصاویر ایک بڑے منظر کی صورت گری کرتی نظر آتی ہیں۔اس لیے تو وہ کہتے ہیں۔

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کہ پار اترا تو میں دیکھا[33]

حواس خمسہ کے جداگانہ افعال کے ساتھ ساتھ کچھ شعراء میں ایک اور قدرتی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے اور وہ ہے حسی اختلاط۔یہ ایک ایسی صلاحیت ہے جس میں شاعر ایک سے زیادہ حسیات کو بایک وقت محسوس کرنے لگتا ہے یعنی ایک حس کا دوسری حس میں شامل ہو جانا مثلاً دیکھنے کی حس سننے کی حس میں تبدیل ہو جائے یا سونگھنے کی حس چھونے کی حس میں بدل جائے وغیرہ وغیرہ۔ ڈاکٹر نذر عابد لکھتے ہیں:

> ''بعض اوقات شاعر یہ کمال بھی دکھاتا ہے کہ ایک ہی شعری تصویر کے توسط سے وہ بیک وقت ایک سے زیادہ حواس کو متحرک کر دیتا ہے یہ ایک خاص وجدانی کیفیت ہوتی ہے،جب مختلف حواس آپس میں گڈمڈ ہوتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔جب نگاہ نغمے سننے لگتی ہے،نگاہ رنگ ونور میں تبدیل ہونے لگتی ہے اور رنگ موسیقی کے سروں میں ڈھلنے لگتے ہیں اسے بعض ماہرین نے اختلال حواس کا نام دیا ہے۔''[34]

منیر نیازی نے اردو غزل میں حس آمیزی اور حسی اختلاط کے ذریعے بھی خوب صورت امیجز تخلیق کیے ہیں۔ منیر نیازی نے حسی اختلاط Synesthesia سے بے حد جاندار شعری تمثالیں پیش کی ہیں۔چند نمونے ملاحظہ کیجیے:

موسم کی مستیوں میں اسے دیکھنا ذرا
ٹھنڈی ہوا کی زد پہ ہے پیپل کا اس کا جسم[35]

نکلا جو چاند آئی مہک تیز سی منیر
میرے سوا بھی باغ میں کوئی ضرور تھا[36]

ہونے یا نہ ہونے کا احساس کسی کے جسم وپیراہن کی خوشبو سے بھی ہو سکتا ہے۔اس صورت میں تو مزید بھی،جب اُس کی خوشبو ذہن ودل میں رچی بسی ہو اور اُسے بھی چاندنی راتوں کو باغ کی سیر پسند ہو۔

گلی کے باہر تمام منظر بدل گئے تھے
جو سایۂ کوئے یار اترا تو میں نے دیکھا[37]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

دروازے کے پاس آ آ کر واپس مڑتی چاپ
کون ہے اس سنسان گلی میں پاس بلا کر دیکھ (۳8)

دیکھے ہیں وہ نگر کہ ابھی تک ہوں خوف میں
وہ صورتیں ملی ہیں کہ ڈر جائے آدمی (39)

حسِ باصرہ اور حسِ سامعہ کے ذریعے محسوس کیا گیا یہ خوف انسانی لاشعور سے جڑا ہوا ہے۔ شہرِ ویران و شہرِ طلسمات کی تصویر کشی منیر نے جس طرح حسی سطح پر کی ہے اس کی مثال اردو غزل میں کم ہی ملتی ہے۔

چہرہ تھا یا صدا تھی کسی بھولی یاد کی
آنکھیں تھیں اس کی یارو کہ دریائے نور تھا (۴0)

چہرے کو آواز اور آنکھوں کو نور کا دریا قرار دے کر محبوب کا دلکش سراپا تخلیق کیا ہے۔

منیر نیازی کی غزل میں حسیات اور حسیاتی ادراک کے متنوع رنگ موجود ہیں ان کے ہاں محبوب کے روپ جسم کی خوشبو، سلگتے دل کی معصومیت ، خیال کی چمک دمک اور جذبے کی صداقت مختلف حسیاتی ادراک کی صورت جلوہ گر ہوتی ہے۔انہوں نے دیگر ہم عصروں سے الگ سوچا، الگ محسوس کیا اور ایک الگ حسی فضا تخلیق کی۔سب سے بڑھ کر ان کا انداز بیاں سب سے منفرد ہے۔ پیکر تراشی اور تمثال گری میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ منیر نیازی نے فکر واحساس اور بلند تخیل کی مدد سے جو تمثال گری کی ہے وہ لاجواب ہے۔انہوں نے محض اپنے احساسات وجذبات کا اظہار نہیں کیا بلکہ ایک نفسیاتی اور حسیاتی ماحول تخلیق کیا ہے جہاں پہنچ کر قاری پر ایک تحیر خیز دنیا کے در کھلتے ہیں۔

بقول خاور اعجاز:

''منیر نے اپنے بعد آنے والی نسل پر اثرات مرتب کیے ہیں اور انھیں out of box سوچنے کی ترغیب دی ہے۔ان کے حسی تجربے ان کے معاصرین سے مختلف اور ان کا ادراک ان کے معاصرین سے آگے ہے۔ منیر کا استعجاب ان کے ہم عصروں سے نہ صرف الگ ہے بلکہ ممتاز بھی ہے۔ان جیسی تحیر آمیز فضا معاصر اردو غزل میں نہیں ملتی اس لیے کہ وہ گردوپیش کو ظاہر کی آنکھ سے نہیں بلکہ وجدان کی آنکھ سے دیکھتے تھے۔'' (۴1)

حواس کی اہمیت اور خوبصورتی کا اندازہ منیر کی شاعری سے خوب ہوتا ہے۔ منیر اپنے حواس کے ذریعے چہار سمت پھیلی دنیا کو محسوس کرتے ہیں اور تخیل میں ان حوالوں سے تراشی گئی تصاویر کو شعری قالب میں ڈھالنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔حسیات کے ذکر ہی سے کھلتا ہے کہ منیر وجودِ فانی کی لطافتوں سے بھرپور مستفید ہوتے رہے ہیں۔زمانہ حال کا ادراک حواس ہی سے ممکن ہے، حال سے رشتہ جتنا مضبوط ہوتا ہے انسان اتنی ہی بہترین زندگی گزار پاتا ہے کیوں کہ اس کے پاس یادداشت کی فراوانی بھی ہوتی ہے اور حال سے محظوظ ہونے کی صلاحیت بھی۔

الغرض منیر نیازی کی اردو غزل میں حسیاتی ادراک منفرد اور متاثر کن انداز میں ظاہر ہوا ہے۔ان کی غزل احساس کو مرتعش اور ادراک کو متحرک کرتی ہے اگر ایک طرف ان کو عدم تحفظ اور دروں بینی کے احساسات نے گھیرا تو دوسری طرف سیاسی عدم استحکام اور اقدار کی شکست نے بھی انھیں بے چین کیا مگر دونوں صورتوں میں انھوں نے اپنے حسیاتی ادراک کی پیروی کرتے ہوئے اپنے جذبات واحساسات کا اظہار کیا۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حوالہ جات:

۱۔ Henry E Garret, General Psychology , Islamabad , National Book Foundation ۱۹۹۵, P.۹۵

۲۔ رفیق جعفر،ڈاکٹر،''نفسیات....بنیادی موضوعات ، لاہور:اردوسائنس بورڈ،۲۰۱۳،ص۱۲۸

۳۔ القاموس الوحید،)عربی اُردولغت،کراچی:ادارہ اسلامیات،ص۱۴۵

۴۔ راغب اصفہانی ،امام''المفردات فی غرائب القرآن''،ص۳۳۱

۵۔ نوراللغات،مرتب،مولوی نورالحسن نیئر،ص۱۴

۶۔ اُردولغت (تاریخی اصول پر)جلد ہشتم،کراچی:اردولغت بورڈ،ص۱۳۹

۷۔ ہادی حسین،شاعری اور تخیل،لاہور:مجلس ترقی ادب،1966،ص۱۰

۸۔ منیر نیازی،ایک اوردریا کاسامنا(کلیات)،اسلام آباد:دوست پبلی کیشنز،۲۰۱۸،ص۲۲۱

9۔ ایضاً،ص۲۱۰

10۔ ایضاً،ص۲۹۱

11۔ ایضاً،ص۳۰۵

12۔ ایضاً،ص۸۷

13۔ ایضاً،ص۲۱۴

14۔ ایضاً،ص۲۱۷

15۔ نجیبہ عارف،ڈاکٹر،منیر نیازی کی طلسمی کائناتِ شعر مشمولہ سمبل،سہ ماہی،راولپنڈی،شمارہ جنوری،جون 2007،ص35

۱۶۔ ایضاً،ص۲۹۶

۱۷۔ ایضاً،ص۲۹۰

۱۸۔ ایضاً،ص۲۹۳

۱۹۔ ایضاً،ص۲۸۶

۲۰۔ ایضاً،ص۲۱۶

۲۱۔ ایضاً،ص۶۶۱

۲۲۔ مجید امجد،تعارف،جنگل میں دھنک مشمولہ ایک اوردریا کاسامنا(کلیات)،اسلام آباد:دوست پبلی کیشنز،۲۰۱۸، ص۲۲۳

۲۳۔ ایضاً،ص۴۳

۲۴۔ ایضاً،ص۲۸۵

۲۵۔ ایضاً،ص۶۳

۲۶۔ ایضاً،ص۴۳

۲۷۔ ایضاً،ص۲۱۳

۲۸۔ ایضاً،ص۲۰۰

۲۹۔ ایضاً،ص۳۹۰

۳۰۔ ایضاً،ص۴۰۱

31۔ ایضاً، ص ۳۸۵

32۔ ایضاً، ص ۳۹۱

33۔ ایضاً، ص ۳۰۲

34۔ نذر عابد، ڈاکٹر، انیس کی امیجری، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۸، ص ۹۵

35۔ ایضاً، ص ۴۹۲

36۔ ایضاً، ص ۲۱۱

37۔ ایضاً، ص ۳۰۲

38۔ ایضاً، ص ۲۱۰

39۔ ایضاً، ص ۴۹۱

40۔ ایضاً، ص ۲۱۱

41۔ خاور اعجاز، نیرنگ غزل، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۲۲، ص ۷۲۶